تھی خطیب الامت کی شخصیت جامع الکمالات
گفتگو میں حلاوت تھی لطافت تھی ظرافت تھی
تدریس بھی خوب تھی تبلیغ بھی تفسیر بھی سلام
سننے لائق خطابت تھی جس میں فصاحت تھی بلاغت تھی

(سلام لاجپوری)

خطیب الامت، حضرت شیخ الحدیث مولانا ابرار احمد صاحب دھلیوی نور اللہ مرقدہ کے بیان کردہ علمی لطائف و ظرائف اور حاضر جوابی کی ایک جھلک

مرتب

عبدالسلام ابراہیم مارویا
حال مقیم لندن، برطانیہ

تفصیلات

نام کتاب۔خطیب الامتؒ کے علمی لطائف وظرائف اور حاضر جوابی کی ایک جھلک

جمع وترتیب۔عبدالسلام ابراہیم مارویالاجپوری

مقیم۔اسٹامفورڈہل،لندن

صفحات۔

مطبع۔

ایڈیشن۔

ناشر۔

قیمت۔

کتاب ملنے کا پتہ

(۱) مکتبہ سلیمانیہ،اجمیری محلّہ،لاجپور،سورت

(۲) مدرسہ اسلامیہ صوفی باغ،سورت

(۳) مولانا عبداللہ لاجپوری،موبائل:9898926717

(۴) صالح کتاب سینٹر،نوساری،موبائل:9824741280

(۵) عبدالسلام لاجپوری،لندن،موبائل:07877937731

مزاج ابرار میں شرافت تھی
طبیعت میں لطافت تھی ظرافت تھی
دلوں کو بھاتی ان کی خطابت تھی
اک دنیا دیتی اس کی شہادت تھی
خدا نے بخشی عجب فقاہت تھی
تدریس و تفسیر میں بھی حاصل مہارت تھی

(سلام لاجپوری)

حکیم الاسلام کی حکیمانہ تحریر

الحمدللہ وکفی وسلام علے عبادہ الذین اصطفے ۔امابعد

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے علامہ ابن جوزی کی تصنیف ''کتاب الاذکیاء،، کا اردو ترجمہ مولانا اشتیاق احمد صاحب نے ''لطائف علمیہ،، کے نام سے کیا تھا اس کے پیش لفظ میں ایک عمدہ تحریر لکھی تھی اس کا کچھ حصہ یہاں پیش خدمت ہے،لکھا ہے کہ

خوش طبعی اور مزاح زندگی اور زندہ دلی کی علامت ہے،بشرطیکہ فحش،عریانی اور عبث گوئی سے پاک ہو،واقعاتی مزاح نفس انسانی کے لئے باعث نشاط (خوشی کا سبب) اور موجب حیات نو (نئی زندگی کا ذریعہ) اور تازگی کا سبب ہوتا ہے،جس سے یہ بانشاط نفس تازہ دم ہوکر زندگی کے اعلی مقاصد کے لئے تیار ہوجاتا ہے،ساتھ تفریح نفس اور اس نشاط طبع (خوش طبعی) سے جہاں خود اپنی طبیعت میں بشاشت و انبساط کے آثار نمایاں ہوتے ہیں وہیں مخاطبوں کی عقلوں اور ذکاوتوں کو بھی دقیقہ سنجی (باریک بینی) اور نکتہ رسی (تیزفہمی) کی طاقت ملتی ہے،اور پھر اسی حد تک بشاش طبیعتیں باہم مربوط ہوکر بہت سے ایسے اہم اور مشکل امور کو حل کرلیتی ہے جن سے مردہ اور پژمردہ (مرجھائی ہوئی) طبیعتیں کلیتًا عاجز اور درماندہ (بیچارہ) رہ جاتی ہیں،گویا مزاح وخوش طبعی درحقیقت افادہ واستفادہ کا ایک مؤثر ترین وسیلہ ہے جس سے وہ اجنبی طبیعتیں ایک دوسرے سے قریب ہوکر ایک

دوسرے کے ذوق سے پوری طرح آشنا ہوتی اور فائدہ اٹھاتی ہیں، چنانچہ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ اور بالفاظ دیگر مغرور یا بناوٹی وقار کے خوگر (عادی) انسانوں کے یہاں اگر مزاح و بے تکلفی کو حقیر سمجھا گیا ہے تو اسی حد تک وہ ربط باہمی اور عام افادہ و استفادہ کی نعمت سے بھی محروم رکھے گئے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیھم السلام نے مزاح وخوش طبعی سے کلیتاً کنارہ کشی اختیار نہیں فرمائی، جس سے حقوق نفس کی رعایت کے ساتھ مخاطبوں کے حقوق محبت کی رعایت اور ان کے استفادہ کی خاطر انہیں بے تکلف بنانے کی اعانت بھی پیش نظر تھی، ورنہ انبیاء کرام علیھم السلام کا رعب وادب اور ہیبت حق سائلوں کو اس کی جرأت ہی نہیں دلا سکتا تھا کہ وہ آگے بڑھ کر کوئی سوال یا استفادہ کر سکتے، مزاح کا یہ کتنا عظیم فائدہ اور اس کی تہہ میں یہ کتنی بڑی مصلحت پنہاں تھی کہ حضرات صحابہ کے لئے دینی سوال و استفسار اور کمال استفادہ و استرشاد (رشد و ہدایت حاصل کرنا) کے دروازے اس کی بدولت کھل گئے، جو ان کے حقوق میں علوم کی فراوانی اور دین و ایمان کی تقویت وترقی کا باعث ہوئے ہیں، اس لئے نتیجۃً اہل اللہ اور اہل کمال کا مزاح حقوق کے ساتھ حقوق اللہ کی ادائیگی کا بھی ایک مؤثر ترین وسیلہ ثابت ہوتا ہے جس سے اس کی مشروعیت میں کوئی کلام نہیں کیا جا سکتا اور ساتھ ہی یہ بھی نمایاں ہو جاتا ہے کہ مزاح وخوش طبعی درحقیقت تفریح نفسانی کا نہیں بلکہ تہذیب روحانی تنشیط اذہان اور تفریح عقل کا نام ہے، جس کے انبساط پر ہی دین

کے انشراح کا مدار ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بایں شان اعلیٰ کہ ’’کان دائم الفکرۃ حزیناً ،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ (فکر آخرت میں) فکر مند اور غمگین رہا کرتے تھے۔

اور بایں رعب و ہیبت حق کہ فاروق اعظمؓ جیسے جری اور بہادر صحابہ مرعوب ومغلوب ہو کر گھٹنوں کے بل گر جاتے تھے مزاح کو کبھی اختیار نہ فرماتے، اگر مزاح محض تفریح نفسانی کا نام ہوتا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے اختیار فرمالینا ہی اس کی کافی ضمانت ہے کہ مزاح کی جنس شرعی امور میں اپنا ایک مقام رکھتی ہے گو اس کی بعض انواع جو کذب و جہالت یا حد تمسخر تک پہنچ جائیں وہ مذموم بھی ہیں۔

اسی کے ساتھ یہ بھی پیش نظر رہے کہ اسلام دین فطرت ہے جو کسی بھی انسانی جذبہ کو مٹانے یا پامال کرنے نہیں آیا بلکہ ٹھکانے لگانے آیا ہے، اس نے ان جذبات تک کو بھی یکسر فنا کرنا نہیں چاہا جو عرف عام بلکہ مقبول عام میں معصیت سمجھے جاتے ہیں اور فی نفسہ ہیں بھی معصیت، جیسے جھوٹ، دھوکہ، لوٹ مار، چوری قتل و غارت اور اتراہٹ وغیرہ، لیکن ان کو اس نے مٹانے کے بجائے مناسب مقام پر استعمال کرنے کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ وہ بتلائی ہوئی حدود کے اندر استعمال ہوں مثلاً اصلاح ذات البین کے لئے جھوٹ، حربیوں کی جنگ میں دھوکہ، جہاد و قصاص میں قتل و غارت، غاصبوں کے ہاتھ سے اپنا مال نکالنے کے لئے چوری، متکبروں اور مغروروں کے مقابل صوری اتراہٹ وغیرہ امور کو صرف

جائز ہی نہیں رکھا بلکہ اعلیٰ ترین طاعت وقربت قرار دیا ہے، پس اگر مزاح وخوش طبعی کو انسان کا ایک طبعی جذبہ ہی مان لیا جائے (جو حقیقتاً محض طبعی نہیں بلکہ وہ عقل کی تیزی، نفس کی وسعت اور حوصلہ وظرف کے علو سے ابھرتا ہے) تب بھی اسلامی فطرت پر وہ پامال کرنے کے لئے نفس انسانی میں نہیں رکھا گیا بلکہ ٹھکانے لگانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے تاکہ اندرون حدود کسی صحیح غایت (مقصد) کے لئے استعمال میں آئے اور ظاہر ہے کہ اس کا صحیح محل استعمال اور مناسب غرض وغایت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتی ہے کہ اہل اللہ اور اہل کمال لوگوں کو اپنے وہبی (اللہ کی طرف سے عطا کردہ) رعب وداب کے دباؤ سے بچانے اور مستفدین کو اپنے سے قریب اور بے تکلف بنانے کے لئے اسے استعمال کریں۔

نہیں بلکہ اگر وہ خالص نفسانی جذبہ بھی ہو تو بہر حال اسلام کی فطرت شریعت نے نفس کے بھی تو حقوق تسلیم کئے ہیں تاکہ طمانینت باقی رہے اور روح کی اخروی سیر کے لئے مرکب اور سواری کا کام دے، پس اگر فطرت اللہ دنیا کو قائم رکھتی ہے تاکہ وہ آخرت کا وسیلہ ثابت ہو اور نفس کی بقا کے سامان کرتی ہے تاکہ وہ رب العزت تک روح کو پہنچا دے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ دواعی نفس کو باقی نہ رکھے تاکہ وہ روحانی مقاصد کے لئے آلہ کار ثابت ہوں، پس اگر ان ہی دواعی نفس میں مزاح ومذاق اور ظرافت وخوش طبعی بھی داخل ہے تو تا بقاء نفس اس داعیہ کو بھی ضرور باقی رہنا چاہئے، البتہ خود نفس اور اس کے دوسرے امیال وعواطف (میلانات) کی

طرح اس داعیہ نفس کی بھی حدود، محل استعمال اور طریق استعمال ضرور متعین ہوں کہ وہی حدود اس نفسانی جذبہ کو بھی روحانی بنا سکتی ہیں، نفس کے ان ہی طبعی جذبات و حقوق کی رعایت کا عام اصول لسان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ارشاد ہوا کہ "وان لجسدک علیک حقا، وان لنفسک علیک حقا، وان لعینک علیک حقا، وان لاھلک علیک حقا فصم ونم وقم وافطر"

تم پر تمہارے بدن کا بھی حق ہے، تم پر تمہارے نفس کا بھی حق ہے، تم پر تمہاری آنکھ کا بھی حق ہے، تم پر تمہاری بیوی کا بھی حق ہے (یعنی غذا ولباس، تفریح طبع، شب خوابی اور شہوت رانی وغیرہ اندرون حدود سب ہی تم پر لازم کی گئی ہیں) لہذا روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، سوؤ بھی اور جاگو بھی، قیام صلوۃ بھی کرو (اور راحت بھی)

چنانچہ حضرت صاحب اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مزاح کے عملی نمونے بھی اس طرح قائم کر کے دکھلا دیئے جس طرح اور عبادات و عادات کے نمونے دکھلائے اور ایسے نمونے جن میں ظرافت وخوش طبعی انتہائی مگر واقعات کے مطابق اصول شرعیہ کے اندر اور حدود کے دائرہ میں معتدل جس سے آدمی ہنسے بھی اور علم بھی حاصل کرے، مذاق کی تفریح بھی ہو اور حکمت سے مالا مال بھی ہو، خوش طبعی اور سنجیدگی کی آمیزش کے حکیمانہ مرقعے (مجموعہ) مثلاً آپ نے ایک بڑھیا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "لا تدخل الجنة عجوز"، جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ

ہوگی۔

بڑھیا بے چاری بہت حیران ہوئی،عرض کیا یا رسول اللہ کیا واقعی بڑھیا جنت میں نہ جائے گی؟فرمایاہاں،بڑھیا جنت میں داخل نہ ہوگی اور آپ مسکرار ہے ہیں،اور وہ مستعجبانہ (تعجب خیز) حیرانی میں فکرمند ہورہی ہیں،آخر جب اس کی حیرانی کی حدود میں آنے لگی تو فرمایا کیا تو نے قرآن کریم میں نہیں پڑھا''انا انشاناھن انشاءً فجعلناھن ابکارا،،ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے اور ہم نے ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں۔

یعنی جنت میں داخل ہوتے وقت وہ بڑھیا نہیں رہیں گی بلکہ انہیں نوجوان اور باکرہ بنادیا جائے گا (یہ اس تفسیر پر ہے کہ اس سے حوریں مراد نہ لی جائیں،دیکھئے مذاق کا مذاق ہے اور واقعات سر مو متجاوز نہیں،بلکہ خوش طبعی کے ساتھ ایک تخیل ہے تاکہ فکرمند بنا کر ایک دم ہنسادیا جائے کہ فکر کے بعد جو فرحت ہوتی ہے وہ زیادہ لذیذ ہوتی ہے،ساتھ ہی بڑھیا کو اور پوری امت کو اس مزاح سے ایک حکمت وعلم کا سبق بھی دیا گیا اور وہ یہ کہ بسا اوقات آدمی اپنے کسی ذہنی منصوبہ سے (جس کا اسے شعور بھی نہیں ہوتا) آیت وروایت کے معنی غلط سمجھ لیتا ہے،بڑھیا نے''لاتدخل الجنة عجوز،،میں ایک ذہنی قید لگا رکھی تھی کہ''لا تدخل الجنة عجوز فی الوقت،،یعنی جو اس وقت بڑھیا ہے وہ جنت میں داخل نہ ہوگی،حالانکہ مراد یہ تھی کہ داخلہ جنت کے وقت وہ بڑھیا نہ ہوگی،یعنی کوئی بھی بڑھیا بحالت پیری

جنت میں داخل نہ ہوگی، پس اس مزاح سے حکمت کا یہ اصول ہاتھ لگا کہ نصوص شرعیہ (آیات وروایات) کی مراد سمجھنے کے لئے ذہن کوتمام خارجی قیود سے آزاد کر لینا چاہئے، ورنہ نص کا مفہوم کچھ نہ کچھ ہو جائے گا، جس سے خود اپنے لئے حیرانی اور پریشانی بڑھ جائے گی جیسا کہ بڑھیا کا حشر ہوا، پس ایسی مزاح اور خوش طبعی پر ہزار سنجیدگیاں نثار ہیں، جس سے فرحت نفس الگ ہو، علم وحکمت الگ حاصل ہو اور قرب وربط باہمی الگ مستحکم ہو، پس یہ مذاق فی الحقیقت تعلیم حکمت کا ایک اعلیٰ ترین شعبہ ہے نہ کہ دل لگی ہے (آگے اور بھی کچھ مثالیں بیان کی ہیں، میں ایک ہی پر اکتفا کرتا ہوں)

ابراہیم نخعیؒ سے کسی نے پوچھا کہ کیا صحابہ بھی ہنسی، دل لگی کر لیتے تھے؟ فرمایاہاں دراں حالیکہ ایمان ان کے قلوب میں جمے ہوئے پہاڑ کی طرح جڑ پکڑے ہوئے ہوتا تھا، یعنی اس ہنسی میں بھی خلاف واقعہ یا خلاف دیانت کوئی بات نہ ہوتی تھی، روایات میں ہے کہ حضرات صحابہ آپس میں باتیں کرتے، اشعار بھی ہوتے، خوش طبعی بھی ہوتی، لیکن جوں ہی ذکر اللہ درمیان میں آجاتا تو ان کی نگاہیں ایک دم بدل جاتیں اور یوں محسوس ہوتا کہ گویا آپس میں ان کی کوئی جان پہچان ہی نہیں۔

بہر حال! جہاں حضرات صحابہ کا جوہر فکر آخرت، گریہ و بکا اور خوف و خشیت تھا وہیں حق نفس ادا کرنے کے لئے جائز خوش طبعی اور علمی مزاح بھی ان کا

جوہر نفس تھا۔

ایک مرتبہ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، اور علی مرتضیٰؓ ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے ہوئے اس طرح چلے جارہے تھے کہ حضرت علیؓ بیچ میں تھے اور دونوں حضرات دونوں طرف، فاروق اعظمؓ نے مزاحاً فرمایا ''علی بیننا کالنون فی لنا، علی ہم دونوں کے درمیان ایسے ہیں جیسے ''لنا،، کے درمیان نون (کہ ایک طرف لام اور ایک طرف الف اور بیچ میں نون) اس کلمہ کے الفاظ کی نشست سے اشارہ تھا اتحاد باہمی کی طرف کہ جیسے ''لنا،، میں تینوں حروف باہم جڑے ہوئے ہیں ایسے ہی باہم جڑ کر ایک ہیں اور معناً اشارہ تھا اس طرف کہ جب ہم باہم متحد ہیں تو سب کچھ ہمارے ہی لئے ہیں کیونکہ ''لنا،، کے معنی ہیں ہمارے لئے، حضرت علیؓ نے برجستہ جواب دیا جو مزاح وخوش طبعی کی جان ہے کہ ''لولا کنت بینکما لکنتما لا،، اگر میں تمہارے درمیان نہ ہوتا تو تم ''لا،، ہوجاتے یعنی منفی ہوجاتے، اور کچھ بھی نہ رہتے کیونکہ ''لنا،، کا نون نکل جانے کے بعد ''لا،، رہ جاتا ہے جس کے معنی ہیں ''نہیں،، یعنی تم میرے بغیر کچھ نہیں، کتنا پاکیزہ مذاق تھا علم وحکمت، مناسبات نقلی ومعنوی اور صنائع کلام سے لبریز ہے۔

صحابہ کے بعد تابعین، تبع تابعین پھر علماء ربانیین، عارفین اور حکماء و اتقیاء متقدمین ہوں یا متاخرین ماضی کے اہل کمال ہوں یا حال کے سب ہی باوجود اعلی ترین خوف وخشیت، تقوی و تقدس اور متانت وسنجیدگی کے زندہ دل، خوش

طبع ،لطیفہ گو، بذلہ سنج اور ہنس مکھ رہے ہیں اور کبھی بھی ان حضرات نے ترش روئی تلخ کلامی اور خشکی کو پسند نہیں کیا، البتہ اس کے حدود کی رعایت کی، اور کبھی اپنے مذاق کو عامیانہ دل لگی، سوقیانہ مذاق یا معاذ اللہ تمسخر نہیں بنایا جن کی شریعت نے ممانعت کی ہے۔

بہر حال! مزاح ایک جنس ہے جس کی ایک نوع مذموم ہے اور ایک ممدوح ومطلوب، ایک نزاع آور اور ایک محبت آور، اس لئے جنس مزاح کو علی الاطلاق مذموم نہیں کہا جاسکتا، بلکہ یوں سمجھنا چاہئے مزاح ایک جذبہ ہے جس کا منشاء باہمی اور مابینی تقارب ہے مگر کم عقل اور بیہودہ لوگ اسے اپنے جاہلانہ رنگ سے مضر اور بعد بیگانگی کا ذریعہ بنالیتے ہیں۔

بہر حال! اس جذبہ ظرافت اور جوہر خوش طبعی کو طبعی جذبہ کہا جائے یا نفسانی داعیہ، عقلی ابھار کہا جائے یا ذکاوت وتیزی طبع کا جوہر ہر صورت میں وہ ایک شرعی مقام رکھتا ہے، جس سے انبیاء سے لیکر اقطاب واغواث، علماء وعرفاء سب ہی گزرے ہیں، اس لئے اس کے آثار و لطائف کا مذاکرہ اور اس کی لطف آمیز حکایات کی نقل وروایت ، نہ منافی علم وحکمت ہے، نہ مناقض دین و دیانت ، بلکہ وہ رابطہ باہمی قرب مابینی افادہ واستفادہ کی استعداد کا ایک بہترین اور مؤثر ذریعہ ہے۔

اس لئے علماء محققین نے نہ صرف مزاح کا موقع بموقع استعمال کیا ہے

بلکہ اس کے آثار وطریق کو باقی رکھ کر آئندہ نسلوں تک پہنچانے کی بھی سعی کی ہے،اوراس سلسلہ میں ذکاوت وذہانت،حاضر جوابی اورمزاح ولطائف وغیرہ پر کتابیں بھی لکھی گئی اور مواعظ وادب کی کتابوں میں اس پر ابواب وفضول بھی باندھے گئے جیسے عقدالفرید،المستطرف اورمختلف کشکول وغیرہ اس کے شاہد عدل ہیں۔

علامہ ابن جوزیؒ نے ایک مستقل کتاب ہی بنام ''کتاب الاذکیاء،، اسی موضوع پرتحریرفرمائی ہے،یہ کتاب فی الحقیقت تاریخ بھی ہےاورمردہ دلوں پژمردہ طبیعتوں کے لئے روح افزابھی ہے،کندعقلوں کی غباوت دورکرنے کے لئے ایک اکسیرعلاج بھی ہے،جس سے مردہ عقل میں تیزی اورامنگ پیداہوجاتی ہے،آدمی ہنستا بھی ہےاورعبرت بھی پکڑتاہے،پابندمنفرح بھی ہوتاہےاورسوچتابھی ہےاور اس طرح ایک زندہ طبیعت لیکراعلی مقاصد کے لئے دوڑتابھی ہے،ابن جوزی نے ''کتاب الاذکیاء،،لکھ کردل لگی نہیں کی بلکہ دل کی لگی کا سامان کیاہے(لطائف علمیہ ص۳۲تا۴۰بتغیر)

لطافت انسانی فطرت ہے

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے علمی افادات پر مشتمل کتاب ''اشرف اللطائف،، کے مقدمہ میں ہے کہ لطافت انسانی فطرت ہے، لطیف و پاکیزہ مزاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے، مگر آپ کے مزاح میں کوئی بات خلاف واقعہ یا مخاطب کی دل آزاری کا باعث نہ ہوتی تھی مثلاً آپ نے اونٹ مانگنے والے ایک صحابی سے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اونٹنی کا بچہ سواری کے لئے دے سکتا ہوں، وہ صاحب حیران ہوئے تو آپ نے یہ فرما کر ان کی حیرانی دور فرمادی کہ ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔

ہمارے دور کے مجدد وقت حکیم الامت حضرت تھانویؒ ایک جامع کمالات ہستی تھی، آپ اپنی مجلس میں علمی حقائق، فقہی مباحث اور تصوف کے نکات عجیبہ کے علاوہ اتباع سنت اور حاضرین کی نشاط طبع کے لئے کوئی لطیفہ یا مناسبت لفظی کا حامل کوئی ایسا ذومعنی جملہ بھی کبھی کبھی ارشاد فرمادیا کرتے جس سے پوری محفل زعفران زار بن جاتی، ان جملوں میں مزاح کے ساتھ ادب کی چاشنی بھی ہوتی، اس سے معلوم ہوا کہ ظرافت شان درویشی یا علم وفضل کے منافی نہیں بلکہ متین ولطیف ظرافت خوش مزاجی اور شگفتہ دلی کی علامت ہے۔

لطیف و پاکیزہ مزاح سے آپس میں محبت بڑھتی ہے اور چھوٹوں کو اپنے بڑوں سے بات کرنے کا حوصلہ بلکہ سلیقہ حاصل ہوتا ہے، صحابہ کرام سے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کے مزاح فرمانے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس سے لوگوں کو مانوس بنانا مقصود تھا، ورنہ آپ کے رعب سے لوگ کھل کر دل کی بات نہ کہہ سکتے، حکیم الامت کی لطیفہ گوئی یا بذلہ سنجی اور لطافت وظرافت بھی اسی طرح کے فوائد پر مشتمل ہوتی تھی۔

آپ کی مجلس کے یہ لطائف وظرائف جہاں پر مژدہ چہروں کو پر رونق بناتے ہیں وہاں مردہ دلوں کو زندگی بھی بخشتے ہے، بقول رمزی اٹاری ؎

تری حاضر جوابی سے ہر ایک مسرور ہوتا تھا
ترا سادہ سا فقرہ مصرعۂ منشور ہوتا تھا

خاص ملکہ

ماضی قریب کے علماء میں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا، حضرت کے تعلق سے لکھا ہے کہ رعایت لفظی سے بات میں بات اور مزاح پیدا کرنے کا حضرت والا کو اللہ تعالی نے ایک خاص ملکہ عطا فرمایا تھا جو حضرت والا کی خوش مزاجی وخوش طبعی کی دلیل ہے۔

نیز لکھا ہے کہ جنوبی افریقہ سے ایک مہمان جو عالم اور مفتی بھی ہیں ائیر پورٹ پہنچے، حضرت کے صاحبزادے مولانا مظہر صاحب نے فرمایا کہ ان کا اچار کا بڑا کاروبار ہے اور پورے افریقہ میں ان کا اچار مشہور ہے، حضرت والا نے مزاحاً فرمایا کہ پھر تو وہاں کوئی بھی ''لاچار،، نہ ہوگا۔

نسبت اشرفی

حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی زبان فیض ترجمان سے اکثر ایسے ’’فقرے،، نکلا کرتے تھے جن کے ذریعہ ’’کثافت،، ’’لطافت،، میں تبدیل ہوجاتی،جس کی صدہا نظائر حضرت والاؒ کی تحریرات و تقریرات،مواعظ وملفوظات اور اشرف السوانح میں دیکھی جاسکتی ہیں،حق تعالی نے مولانا مرحوم یعنی خطیب الامت حضرت مولانا ابرار احمد صاحب دھلیوی رحمہ اللہ کو بھی نسبت اشرفی کے طفیل اس نعمت کا وافر حصہ عنایت فرمایا تھا۔

ظرافت بھرے جواب دینا طبیعت ثانیہ بن گئی تھی

حضرت مولانا ذوالفقار احمد صاحب رحمہ اللہ سابق استاذ حدیث دار العلوم فلاح دارین،ترکیسر خطیب الامتؒ سے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ بات میں بات پیدا کرنا،الفاظ سے کھیلنا اور ظرافت بھرے جواب دینا ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔

مرحوم بے حد ظریف الطبع اور حاضر جواب تھے

حضرت مولانا محمد یونس صاحب سورتی دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ خطیب الامت حضرت مولانا ابرار احمد صاحب دھلیویؒ کی زندگی کا ایک شعبہ درس و تدریس کا ہے اور اس میں آپ کی نمایاں حیثیت رہی ہے،دوسرا شعبہ خطابت

وبیان کا ہے اس میں آپ کی مثال اور نظیر کم ملتی ہے، تیسرا شعبہ آپ کا طریقت و تصوف کا ہے اس میں آپ دو شیخ کے خلیفہ ہیں جس طرح یہ تمام شعبے اپنے اندر بڑی وسعت اور اہمیت رکھتے ہیں، اسی طرح ایک شعبہ آپ کی ظرافت طبع کا ہے، مگر درس وتدریس کا فیض پھر بھی طلبہ کے ذریعہ زندہ رہے گا اور آپ کے بیانات ماشاء اللہ کتابی شکل میں بنام ''فیض ابرار،، شائع ہورہے ہیں، اور آپ کے مریدین میں خلفاء کے ذریعہ ان شاءاللہ آپ کا فیض جاری رہے گا مگر آپ کی زندگی کا ایک اہم شعبہ جو ''ظرافت طبع اور حاضر جوابی اور لطائف علمیہ،، کا تھا وہ قلمبند نہ ہوسکا، وہ خزانہ آپ ہی کے ساتھ راندیر کے گورغریباں میں دفن ہوگیا، اگر کوئی اس کا اہتمام کرتا تو آج کئی دفتر موجود ہوتے، ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا ابراراحمد صاحب بے حد ظریف الطبع اور حاضر جواب تھے،، چھوٹوں، بڑوں، عالم، غیر عالم، سبھی سے ان کے انداز ومعیار کے مطابق ظرافت فرماتے تھے، سب سے بڑی خوبی جو تھی وہ یہ کہ متکلم ہی کے لفظ وکلام سے برجستہ کوئی کوئی نہ کوئی خوش طبعی کی بات، لطیفہ، علمی نکتہ، مزاح اور ظرافت فرماتے تھے، اس میں انہیں ذرا بھی نہ تکلف کرنا پڑتا تھا اور نہ سوچنا پڑتا تھا، ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے مولانا کی ظریفانہ باتوں اور حاضر جوابی کو بروقت قلمبند کرتے رہتے تو اب تک کئی دفتر تیار ہوچکے ہوتے، مرور لیل ونہار اور ماہ وسال کی وجہ سے بہت سی باتیں تو نسیاً منسیاً ہوگئیں۔

لطافت وظرافت،، کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا

مولانا بشیر احمد بن حسن فلاحی تحریر فرماتے ہیں کے بستر مرگ پر بھی آپ نے ’’لطافت وظرافت،، کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

چنانچہ اس سلسلہ میں بندے کو جو کچھ مواد ہاتھ لگ سکا وہ نذر قارئین کر رہا ہوں، امید ہے خالی از فائدہ نہیں ہوگا۔

میری یہ کوشش رائیگاں نہ جائے گی
امید ہے باتیں آپ کو پسند آئے گی
دل میں یہ آپ کے نئی امنگ لائے گی
اور چہرے پہ ایک نیا ہی رنگ لائے گی

(سلام لاجپوری)

علمی لطائف وظرائف اور حاضر جوابی

فضل الرحمٰن پر رحمٰن کا فضل ہو جائے تو ویزا کی کیا فکر

(۱) حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ راقم الحروف مولانا فضل الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم کے ہمراہ لندن مولانا کی زیارت کے لئے حاضر ہوا، مصافحہ و معانقہ کے بعد مولانا موصوف نے درخواست کی کہ حضرت! عمرہ کا ارادہ ہے، ویزا کے لئے دعا فرمائیں، مولانا نے فرمایا ''فضل الرحمٰن پر رحمٰن کا فضل ہو جائے تو ویزا کی کیا فکر؟۔

مصافحہ ہی پر ''کفایت ہو تو عنایت ہو

(۲) حضرتؒ سفر سے تشریف لائے، دس پندرہ آدمی ملاقات کے لئے منتظر تھے، بعض حضرات نے ملاقات کی، ایک صاحب مصافحہ کے بعد معانقہ کرنے لگے، اس پر فرمایا کہ مصافحہ ہی پر ''کفایت ہو تو عنایت ہو،،۔

مجھے اس کا ادراک ہو گیا تھا

(۳) رمضان المبارک میں تراویح کے بعد حضرت اکثر چائے نوشی فرماتے، ایک صاحب چائے لے کر حاضر ہوئے، حضرت نے ایک گھونٹ پی اور رکھ دی، وہ صاحب کہنے لگے حضرت! میں نے اس میں ادرک ڈالی ہے، اس پر فرمایا کہ مجھے اس کا ادراک ہو گیا تھا۔

درمیانی راستے ہی کا نام تو صراط مستقیم ہے

(۴) حضرت مولانا ذوالفقار احمد صاحبؒ (سابق استاذ الحدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر) تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا ذرا بیمار ہو جاتے تو فرماتے ہمارے خاندان کی عمریں کم ہوئی ہیں، بڑا ڈر لگتا ہے کوئی عمل پلے میں نہیں ہے، میں کہتا کہ ''آپ دھلیوی ہیں، دھلے دھلائے ہیں،، آپ کو کیا ڈر ہے، ڈر تو ہمیں ہے کہ ''ہم مدھیہ پردیش کے ہیں،، اور ''مدھیہ درمیان کو کہتے ہیں اور درمیان والا چاروں طرف سے ملوث رہتا ہے،، یہ سن کر فرماتے ''ارے تم تو امت وسط ہو درمیانی راستے ہی کا نام تو صراط مستقیم ہے۔

تلوار و شیر کے درمیان ابن شجاع ہی رہ سکتا ہے

(۵) خطیب الامتؒ جب ''مسلم شریف،، پڑھاتے تھے تب ان کی درس گاہ میری درس گاہ اور مولانا شیر علی صاحب کی درس گاہ کے درمیان تھی، مذاق میں فرماتے کہ ''ہم تلوار اور شیر کے درمیان ہیں،، ''ادھر ذوالفقار ادھر شیر علی،، اللہ ہی خیر کرے، اور ''تلوار و شیر کے درمیان ابن شجاع ہی رہ سکتا ہے،، حضرت خطیب الامتؒ کے والد ماجد کا اسم گرامی شجاع الدین تھا۔

داد،، کا مرض تو میرے پیروں میں برسوں سے موجود ہے

(۶) نیز لکھتے ہیں کہ حضرت کبھی فرماتے کہ میں کسی جلسے یا تقریب میں مولویوں کے ساتھ جاتے ہوئے گھبراتا ہوں، میں نے پوچھا کیوں؟ فرمانے لگے

یہ قوم ایسی ہے چاہے کتنی ہی قیمتی بات کہو، کتنا ہی برسوں کے مطالعہ کا تجربہ بیان کرو، اللہ کے بندے ذراسی داد بھی نہیں دیتے، میں ہنستے ہوئے کہتا اچھا! اب میں آپ کو ''داد،، دیا کروں گا، فرمانے لگے ''داد،، کا مرض تو میرے پیروں میں برسوں سے موجود ہے تم اور ''داد،، دینے کا ارادہ رکھتے ہو (حضرت خطیب الامتؒ کے پنجوں پر کھجلی اور داد کے نشان تھے)۔

پھر بھی یکسوئی نہیں ہے

(۷) بیماری میں کسی نے کہا حضرت! آپ کے ہاتھ میں سوئی لگی ہوئی ہے، اس پر فرمایا ہاں! پھر بھی یکسوئی نہیں ہے۔

کرسی پر بیٹھ کر کس مپرسی کی حالت میں آجاتا ہوں

(۸) ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ وعظ کے لئے کرسی پر بیٹھ کر میں ''کس مپرسی،، کی حالت میں آجاتا ہوں۔

ولدینا مزید

(۹) حضرت مولانا ذوالفقار احمد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ دمن میں ابو طالب کے گھر میں دستر خوان پر میں نے اپنی پلیٹ سے ایک بوٹی اٹھا کر مولانا کو دی تو فرمانے لگے ''ولدینا مزید،، چونکہ مولانا کی پلیٹ میں پہلے سے کئی بوٹیاں رکھی ہوئی تھیں اس لئے یہ آیت پڑھی۔

قاری لوگ ہی مدا صلی کونہیں پہچانیں گےتو کون پہچانے گا

(۱۰) قاری صدیق صاحب سانسرودی مدظلہ شہد فروش سے پوچھ رہے تھے کہ بھائی! مدھ اصلی ہے یا نقلی، سچ سچ بتانا، ہم نہیں جانتے، حضرت مولانا ادھر سے گذرر ہے تھے سن کر فرمایا کہ ''قاری لوگ ہی مدا صلی کونہیں پہچانیں گےتو کون پہچانے گا،،۔

طحاوی،، پرتو حاوی ہو

(۱۱) ڈابھیل کے ایک مدرس نے حضرتؒ سے کہا کہ میں ''طحاوی پڑھاتا ہوں،،فوراً جواب دیا کہ ''طحاوی،، پرتو حاوی ہو۔

کیا خانقاہ کوئی دوکان ہے جس کوآپ کھولیں گے

(۱۲) حضرت مولانا ذوالفقاراحمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مرحوم میرے الٹے سلٹے بیان اور تقریر کی بڑی داد دیتے اور فرماتے یہ بات کہی پتے کی،کبھی سالانہ جلسہ کے وقت مجھے زیادہ مصروف دیکھ کر فرماتے کہ مدرسہ کے اتنے کام کیوں اوڑھ لیتے ہو،ترس آتا ہے، مرجاؤ گے،کوئی یاد بھی نہ کرے گا، میں کہتا اب تو میں ایک خانقاہ ''کھولنے والا ہوں،،فرماتے'' کیا خانقاہ کوئی دوکان ہے جس کوآپ کھولیں گے،،۔

ہم لوگ موقعین میں سے ہیں تو دستخط کردیتے ہیں

(۱۳) مولانا ذوالفقاراحمد صاحبؒ کو مذاق میں فرماتے، فلاح دارین میں

مولانا عبداللہ صاحب پر اللہ تعالی کوئی اسکیم الہام فرماتے ہیں، وہ ذوالفقار کو کہتے ہیں، ذوالفقار اس کو مدلل کر دیتا ہے، مولوی رشید صاحب اس کو سرکلر میں لکھتے ہیں اور ہم لوگ موقعین میں سے ہیں تو دستخط کر دیتے ہیں۔

تبرک

(۱۴) کسی نے گفتگو کے دوران کہا کہ حضرت! میرے پاس ایک صدی سے بھی زائد بزرگوں کے تبرکات موجود ہیں، برجستہ فرمایا کہ میرے پاس اس سے بھی بہت پہلے کا تبرک موجود ہے، اس نے فرط مسرت سے تعجب کے انداز میں بڑی تیزی سے پوچھا، مولانا! بتلائیے وہ کیا ہے؟ فرمایا لوح محفوظ سے آیا ہوا قرآن کریم۔

الدرس یوصل الی المعرفة

(۱۵) برطانیہ کے سفر میں چھوٹے بھائی مولوی محمد یعقوب مولانا سے ملے، ان کے ساتھ دو بچے بھی تھے، مولانا نے ان بچوں کا نام پوچھا، بتلایا کہ لڑکے کا نام ادریس ہے، لڑکی کا نام عارفہ ہے، فرمایا ''الدرس یوصل الی المعرفة''

آپ کو کون اٹھا سکتا ہے

(۱۶) حضرتؒ جس وقت شاہ وصی اللہ صاحبؒ کی خدمت میں تھے، ایک مرتبہ شاہ صاحب لیٹے ہوئے تھے، فرمایا! اجی ابرار! مجھ کو اٹھاؤ، مولانا نے آہستہ سے حضرت کو اٹھایا حضرت اٹھ نہ سکے، شاہ صاحب نے فرمایا تم اٹھا بھی نہیں سکتے؟

عرض کیا کہ حضرت! آپ کو کون اٹھا سکتا ہے؟ مسکراتے ہوئے شاہ صاحب نے فرمایا اچھا!

ولو كان القاضى او چوهان

(۱۷) حضرتؒ کی مجلس میں ایک مرتبہ حافظ چوہان (فلاح دارین کے استاذ حفظ) کا ذکر آ گیا تو مقامات حریری کے طرز پر فرمایا

فى الاختيار يكرم الرجل او يهان   ولو كان القاضى او چوهان

اسلام کھینچ تان کا نام نہیں ہے

(۱۸) ایک جانے پہچانے شخص نے مولانا سے ملاقات کی، چہرہ دیکھ کر فرمایا کہ ڈاڑھی چھوٹی کر رکھی ہے، کہا کہ جب کنگھی کرتا ہوں یا ہاتھ سے بال برابر کرتا ہوں تو ایک مشت ہو جاتی ہے، فرمایا اسلام کھینچ تان کا نام نہیں ہے۔

یہ بڑے میٹھے آدمی ہیں

(۱۹) مجلس میں ایک صاحب بیٹھے تھے، وہ شکر کے مریض تھے، حضرت نے از راہ مزاح ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ”یہ بڑے میٹھے آدمی ہیں، پیشاب بھی میٹھا کرتے ہیں،،۔

میری تعریف یہ ہے

(۲۰) ایک مرتبہ مجلس میں ”لبَن،، اور ”لبِن،، کا ذکر نکلا تو فرمایا کہ میری تعریف یہ ہے کہ ”لبن لتنيمة الجسم“ اور ”لبن لتنيمة العمارة،،

وہاں بھی آپ کی سائیکل چل رہی ہے

(۲۱)ایک مرتبہ تبلیغی اجتماع میں حضرت چند خدام کے ہمراہ چلتے چلتے ایک خیمہ کے باہر کھڑے ہوگئے، خیمہ میں گجرات کے تبلیغی بزرگوں میں مشہور ومعروف بزرگ جناب ابراہیم بھائی سائیکل والے نوراللہ مرقدہ موجود تھے، مولانا کی آواز سن کر ابراہیم بھائی نے جھٹ خیمہ سے باہر ملاقات کے لئے ہاتھ نکالا، چونکہ مولانا کو ابراہیم بھائی سے کافی محبت وبے تکلفی تھی، اس لئے فرمایا کہ اس طرح نہیں، باہر تشریف لائیں، بڑی محبت وبے تکلفی سے تین مرتبہ معانقہ فرمایا اور فرمایا کہ ''افریقہ کے جنگل میں میں نے دیکھا کہ جہاں کاریں نہیں چل سکتیں وہاں آپ کی سائیکل چل رہی ہے،،۔

دل ہی دل میں ''گھٹتا،، رہتا ہے

(۲۲) گجراتی زبان میں دنبہ کو ''گھینٹا،، کہتے ہیں، اس کی جمع ''گھینٹے،، اس جانور کی خاصیت یہ ہے کہ اتنی گردن جھکائے نظر نیچی کئے ہوئے چلتا ہے کہ جیسے گھٹنے کی طرف نظر ہو''گھینٹے،، کے ذکر پر فرمایا کہ ''گھینٹے،، کو''گھینٹا،، اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے گھٹنے کو دیکھ کر دل ہی دل میں ''گھٹتا،، رہتا ہے۔

چونکہ اس کو دیکھ کر انسان ہانپنے لگتا ہے

(۲۳) گجرات کے دیہاتوں میں کہیں کہیں ''س،، کو''ھ،، سے بدل کر

بولتے ہیں،''سانپ،، کو ''ہانپ،، کہیں گے،حضرت نے فرمایا ''سانپ کو،، ''ہانپ،،اس لئے کہتے ہیں کہ اس کو دیکھ کر انسان ''ہانپنے،،لگتا ہے۔

ذو کام

(۲۴) زکام پر فرمایا کہ زکام والا آدمی'' ذو کام،، ہوجاتا ہے یعنی کام والا بس وہ ایک کام میں لگا رہتا ہے۔

مرکبات آپ تیار کرلیں

(۲۵) ایک مرتبہ ترکیسر سے سورت تشریف لائے،اپنے ضروری کاموں سے فارغ ہوکر کچھ وقت بچا تو سوچا کچھولی میں حکیم یوسف راوت سے مل لیں،مگر خیال آیا کہ بے وقت بے اطلاع پہنچ رہے ہیں اور کچھولی گاؤں ہے ان کو کھانے وغیرہ کے نظم میں دشواری ہوگی،اس لئے سورت سے انڈے اور بریڈ وغیرہ خرید کر ساتھ لے گئے اور پہنچ کر وہ چیزیں گھر میں پہنچادیں،اور حکیم یوسف صاحب سے فرمایا کہ ''مفردات،،ہم لے کر آئے ہیں ''مرکبات،،آپ تیار کرلیں،گویا مخاطب کے مزاج کو سامنے رکھ کر عجیب جملہ فرمایا۔

خلالے کہ نا کردہ دنداں درست

(۲۶) آپ گو شاعر نہ تھے لیکن قافیہ بندی خوب کر لیتے تھے،ایک بار کھانے کے بعد بیٹھے اور ہاتھ میں خلال لئے شیخ سعدیؒ کا شعر پڑھ رہے تھے ''یتیمے کہ نا کردہ قرآں درست،،اتنے میں خلال ٹوٹ گیا فوراً کہا ''خلالے کہ نا کردہ دنداں درست،،۔

اس میں ہول بھی ہے اور ڈر بھی

(۲۷)ایک طالب علم آپ کے گھر میں لائٹ فٹنگ کرر ہا تھا، آپ کے سامنے بلب کا ہولڈر پڑا ہوا تھا اس کو دیکھ کرفر مایا اس سے بہت ڈر لگتا ہے، اس لئے کہ اس میں ’’ہول،، بھی ہے اور ’’ڈر،، بھی۔

چھوٹے سے آدمی ہو اور ڈاکٹر کو آنکھ دکھاتے ہو

(۲۸)ایک دفعہ ایک طالب علم جو آپ سے تعلق رکھتے تھے کسی کام سے سفر پر چلے گئے، اس کے آنے پر آپ نے دریافت کیا ظالم کئی روز سے نظر نہیں آرہے تھے، کہاں گئے تھے؟ جواب دیا کہ حضرت! نوساری ڈاکٹر کو آنکھ دکھانے گیا تھا، فرمایا ’’چھوٹے سے آدمی ہو اور ڈاکٹر کو آنکھ دکھاتے ہو،،۔

ورنہ no، ساری

(۲۹)ایک مرتبہ نوساری بیان کے لئے جارہے تھے، فرمانے لگے ’’نو ساری،، بیان کے لئے جارہا ہوں ان کی سمجھ میں بات آجائے تو ’’ساری،، ورنہ پھر ’’نو.......ساری،، (گجراتی میں ساری کے معنی اچھے کے ہوتے ہیں)

ہم تو اتباع ہوا میں لگے ہوئے ہیں

(۳۰)ایک بار اپنے مکان پر مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ایک صاحب آئے اور حال دریافت کیا، حضرت نے اوپر چلتے ہوئے پنکھے کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا ’’ہم تو اتباع ہوا میں لگے ہوئے ہیں،،۔

نفیس تو تب ہے جبکہ فیس نہ ہو

(۳۱)ایک بار کسی کے ساتھ ٹھنڈے مشروب کی دوکان پر جانا ہوا،مطلوبہ بوتل منگا کر پینا شروع کردیا ،ساتھی نے کہا حضرت بڑی نفیس ہے،فوراً فرمایا ''نفیس،،تو تب ہے جب کہ ''نہ فیس،،ہو''فیس دے کر کیا نفیس ہوئی،،۔

نہ پیئوں تو جان جلتی ہے

(۳۲)زمانۂ طالب علمی میں جب آپ ڈابھیل پڑھتے تھے ایک بار ہوٹل میں چائے پینے گئے،ایک طالب علم نے آپ سے کہا مولانا آپ بھی چائے پیتے ہو؟ کہا پیتا ہوں،طالب علم نے کہا اس سے''خون جلتا ہے،،فرمایا''نہ پیئوں تو جان جلتی ہے،،۔

ہمارے یہاں پی کر آنے والوں کو اجازت نہیں ہے

(۳۳)ایک بار کچھ مہمان عصر بعد سورت سے حاضر ہوئے، حضرتؒ چائے نوش فرمارہے تھے،ان کی طرف پیالی بڑھاتے ہوئے فرمایا لیجئے، چائے پیجئے،مہمانوں نے کہا نہیں،حضرت''ہم پی کر آئے ہیں،،آپ نے از راہ ظرافت فرمایا کہ''یہاں پی کر آنے والوں کو اجازت نہیں ہے،،۔

اور ہر روز ہو

(۳۴)حضرتؒ کا چائے کے معاملہ میں بڑا ہی عمدہ ذوق تھا،فرماتے تھے کہ چائے کی عموماً تین صفات بیان کی جاتی ہیں(۱)لب ریز ہو(۲)لب سوز

ہو(۳)اورلب دوز ہو، بندہ اس پر ایک صفت اور بیان کرتا ہے کہ ''ہر روز،، ہو۔

تم بھی بڑے بڑوں کو پانی پلاتے ہو

(۳۵)ایک بار ایک طالب علم اپنے کسی بڑے استاذ کے لئے پانی لے جارہا تھا،آپ نے پوچھا کس کے لئے پانی لے جارہے ہو؟ طالب علم نے استاذ کا نام بتلایا،حضرتؒ نے فرمایا تم بھی بڑوں بڑوں کو پانی پلاتے ہو(بڑوں بڑوں کو پانی پلانا یہ اردو میں بطور محاورہ استعمال ہوتا ہے،اس سے مراد ہے بے وقوف بنانا)

سمجھتا ہے بشر

(۳۶)ایک بار حج میں کسی دوکان دار کے پاس کوئی چیز خریدنے گئے،دریافت کیا اس کی قیمت کیا ہے؟ دوکان دار نے کہا ''خمسة عشر،،اس پر حضرت نے اسی انداز میں فرمایا ''سمجھتا ہے بشر،،

کرمالی،، پر ''اللہ کا کرم عالی،، ہوا ہے

(۳۷) گاؤں کرمالی کے اندر حضرت مولانا مفتی احمد بیمات صاحب نوراللہ مرقدہ نے ایک مدرسہ ''مدنی دارالتربیت،، کے نام سے شروع کیا،آپ کو وہاں بلایا گیا،آپ نے فرمایا ''کرمالی،، پر ''اللہ کا کرم عالی،، ہوا ہے۔

لنگڑا ہے لیکن پوری دنیا میں گھومتا ہے

(۳۸)ایک بار دستر خوان پر بیٹھے ''آم،، تناول فرمارہے تھے،فرمایا یہ ''لنگڑا آم ہے،،(آم کی ایک قسم کا نام ہے) ہے تو لنگڑا،،لیکن ''دنیا بھر میں گھومتا

ہے،،۔

اللہ پاک معاملہ ایزی کردے

(۳۹)ایک بار ایک صاحب گفتگو کے دوران کہنے لگے میں بہت ''بزی،، ہوں، فرمایا اللہ پاک معاملہ ''ایزی،، کردے۔

مال

(۴۰)فرمایا تین چیزیں اگر کسی آدمی کے پاس ہوں یا تین میں سے ایک ہوتو دنیا میں اس کی قدر ہوگی (۱) جمال (۲) کمال اور مال، پھر فرمایا ان میں بھی ''مال،، غالب ہے، جمال میں سے جیم ہٹادو تو مال بچتا ہے اور کمال میں سے کاف ہٹادو تو مال رہ جاتا ہے اور مال تو خود ہے ہی مال، لہذا اس دنیا میں مال کی زیادہ قدردانی ہے۔

ٹی پارٹی

(۴۱)ایک صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت! آپ کون سی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں، فرمایا کسی پارٹی سے نہیں، صرف ''ٹی پارٹی،، سے۔

باہر وڑا گرم ہے اندر بڑا گرم ہے

(۴۲)ایک مرتبہ گرمی کے زمانہ میں بلساڑ سے ''کیم،، کے لئے لوکل ٹرین میں سوار ہوئے، باہر سے آواز آنے لگی ''وڑا گرم، وڑا گرم،، اس پر حضرت نے فرمایا باہر ''وڑا گرم،، ہے اور اندر ''بڑا گرم،، ہے۔

سفارش پر تو پہلے ہی پہ پانی پھر چکا ہے

(۴۳) کسی کا خط مدرسہ فلاح دارین ترکیسر کے پتہ پر پہنچا، بارش کی وجہ سے خط اس قدر بھیگ چکا تھا کہ مہتمم صاحب نے اس کو بہت آہستہ سے کھولا، حضرت مہتمم صاحب دفتر اہتمام میں تشریف فرما تھے، اتفاق سے حضرت اس طرف آنکلے، حضرت مہتمم صاحب نے فرمایا کہ یہ خط اتنا بھیگ چکا ہے کہ پورا سمجھ میں نہیں آرہا ہے، اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بچے کے بارے میں سفارش کی ہے، حضرتؒ نے فرمایا کہ ''سفارش پر تو پہلے ہی سے پانی پھر چکا ہے''۔

تم نے بہت اچھا کیا

(۴۴) ایک مرتبہ اپنے چھوٹے بہنوئی قاری محمد حنیف صاحب ماتردی کے گھر تشریف لے گئے، مطبخ میں چمچوں کو الٹا لٹکا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا کہ ''چمچوں کو الٹا لٹکا رکھا ہے''، ورنہ تو بعض لوگ ''چمچوں کو سر پر بٹھاتے ہیں''۔

یہ کفیل بھی ک...فیل ہوتے ہیں

(۴۵) ملازمت کے لئے بہت سے حضرات عرب ممالک جاتے ہیں، اور بہتوں کو ان کے ''کفیل'' سے کافی تکالیف اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ایک مرتبہ ایک صاحب کفیل کی اسی طرح کی تکالیف کا تذکرہ کررہے تھے تو اس پر برجستہ فرمایا کہ ہاں! ''یہ کفیل بھی ''ک.......فیل''(یعنی ہاتھی کی طرح) ہوتے ہیں، بہت تکلیف دیتے ہیں۔

پسلی میں پانی ہوگیا؟

(۴۶)مولانا عبد الاول صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے ٹی،بی ہوگئی تو مدرسہ چھوڑ کر اپنے وطن ''سامرود،، آگیا،حضرتؒ سے سورت میں بھاگل پر ملاقات ہوئی،خیریت پوچھنے پر میں نے بتایا کہ ٹی،بی ہوگئی ہے اور ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ پسلی میں پانی ہوگیا ہے،حضرت نے دعاءصحت فرمائی پھر مسکرا کر ازراہ ظرافت فرمایا کہ پسلی میں پانی ہوگیا؟ گویا اشارہ تھا کہ پسلی تو ہڈی ہے اس میں پانی کیسے بھر جائے گا۔

تسر الناظرین

(۴۷) نیز لکھتے ہیں کہ میں حضرتؒ کی عیادت کے لئے حاضر ہوا،مجلس میں دیگر علماء کرام بھی موجود تھے،میں نے'' زرد رنگ کا جوڑا پہن رکھا تھا،، دیکھ کر فرمایا کہ بڑے شاندار رنگ کا جوڑا پہنا ہے،پھر فرمایا کہ ہر رنگ کی ایک خصوصیت ہوتی ہے،حکماء نے ہر رنگ کی خاصیت پر بہت کچھ لکھا ہے،پھر کلام پاک کی آیت ’’تسر الناظرین،، تلاوت فرمائی اور مسکرائے۔

مگر دل کا غم کون نکالے گا

(۴۸) آپ بستر مرگ پر تھے،ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کو بلغم نکالنے کی مشین لگا رہے ہیں،اس پر فرمایا کہ ''بلغم نکالنے کے لئے تو مشین ہے مگر دل کا غم کون نکالے گا،،؟

ان الابرار لفی نعیم

(۴۹)حضرتؒ فرماتے تھے کہ ان شاءاللہ میں جنت ہی میں جاؤں گا اور یہ قرآن پاک سے ثابت ہے، دیکھئے اللہ تعالی فرماتے ہیں ''ان الابرار لفی نعیم ،،اوراللہ پاک سے امید واثق ہے کہ حضرت مولاناؒ کو غریق رحمت فرما کر جنت الفردوس سے یقیناً نوازا ہوگا۔**اللھم اجعل جنة الفردوس ماواہ**

لو...میں ہارا

(۵۰) مولانا یوسف پانچ بھایا مدظلہ لکھتے ہیں کہ اب تو پکے راستے بن چکے ہیں اور دنیا بہت کچھ بدل چکی ہے، حضرت خطیب الامتؒ میرے مکان پر آج سے قریب بیس سال پہلے تشریف لائے تھے، راستے بھی اس وقت کچے تھے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ کوئی راستہ راہ راست پر نہیں تھا تو صحیح ہوگا، حضرتؒ کو بندہ کار میں لایا تھا لیکن کار بھی اوپر نیچے ہوتے ہوئے اور ورزش کراتی ہوئی لائی تھی، اس پر حضرتؒ نے فرمایا کہ بھئی! ہم تو نئی دنیا میں آ گئے، ہمارہی بستی کا نام ''لوہارا،، ہے تو حضرتؒ نے مزاحاً فرمایا ''لو..... ہارا۔

حلم کی طرف اشارہ ہوتا ہے

(۵۱)فرمایا کہ رمضان شریف میں افطار کے وقت ''حلیم،، کھانے میں ہوتا ہے، روزہ میں لوگ بہت گرم ہوجاتے ہیں تو شام میں حلیم کھلا کر ''حلم،، کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

اللہ پاک ہر شر سے محفوظ رکھے

(۵۲) ایک صاحب کے مزاج دریافت کرنے پر فرمایا کہ ''پریشر،، کی شکایت ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ پاک ''ہر شر،، سے محفوظ رکھے۔

اللہ کا شکر ہے کہ شکر نہیں ہے

(۵۳) ''شکر،، کا مرض ہونے سے قبل فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کا ''شکر،، ہے کہ ''شکر،، نہیں ہے۔

اسم با مسمی ہے

(۵۴) حضرت کا جب افریقہ کا پہلا سفر ہوا تو وہاں کی آسودگی اور خوش حالی دیکھ کر فرمایا کہ ''افریقہ،، اسم با مسمی ہے ''آ، فر،، اور ''کھا،،

جواب باعث قلق نہ ہو

(۵۵) ترجمۂ قرآن پاک کے پرچۂ امتحان میں ''سورۂ فلق،، کے متعلق تحریر فرمایا کہ ''سورۂ فلق،، کا جواب ''باعث قلق،، نہ ہو۔

مجھے تو فی الفور جانا ہے

(۵۶) حضرتؒ برطانیہ کے سفر میں ''m3،، سے گذر رہے تھے، پیشاب کا تقاضہ لاحق ہوا، ساتھیوں سے کہا کہ مجھے پیشاب کا تقاضہ ہے، ساتھی کہنے لگے کہ بس ''m4،، قریب ہی ہے وہاں سروس پر آپ فارغ ہو جائے، اس پر فرمایا کہ ''ایم فور،، نہیں ''مجھے تو فی الفور جانا ہے،،۔

منہ کوتالا

(۵۷)مولانا ناظر حسین ہتھوڑوی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مطالعہ مکمل یکسوئی اور مواظبت کے ساتھ فرماتے اور ظرافتاً فرمایا کرتے تھے کہ ’’مطالعہ یعنی منہ کوتالا،،

اور ملاقات اَدّھر

(۵۸)حضرت مولانا محمد ایوب صاحب سورتی دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا حسب معمول لندن تشریف لائے مگر اس مرتبہ ماہ رمضان کی تعطیلات میں احقر کا نظام سفر ہندوستان کا بن گیا تھا جس میں ایک ماہ تبلیغی جماعت کے ساتھ اور کچھ وقت الہ آباد حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحبؒ اور ہردوئی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں جانا ہوا، احقر نے اس پروگرام کی اطلاع پچھلے خط میں دی تو گرامی نامہ میں تحریر بھی فرمایا کہ ’’کہیں ایسا نہ ہو کہ ’’ہم اُدھر اور آپ اِدھر اور ملاقات ادّھر،، یعنی ملاقات معلق ہی رہے اور نہ ہو پائے۔

جہاں بڑھنا چاہئے وہاں بڑھتا نہیں

(۵۹)حضرت لاولد تھے، ایک مرتبہ بیماری کی وجہ سے آپ کا پیٹ بڑھنے لگا تو فرمایا کم بخت ’’جہاں بڑھنا چاہئے وہاں بڑھتا نہیں،،۔

پائے اور ملائی کا فلسفہ

(٦٠) ایک مرتبہ کسی جگہ ناشتہ میں ''پائے،، اور ''ملائی،، لائی گئی، تو فرمایا ''پائے،، ''پاؤں،، کے لئے اور ''ملائی،، ''بالائی،، حصہ کے لئے۔

سیب ہے آسیب نہیں ہے

(٦١) ایک مرتبہ ''سیب،، کھانے کے لئے ایک طالب علم کو دیا، طالب علم تکلف کرنے لگا تو فرمایا کھالو ''سیب،، ہے ''آسیب،، نہیں۔

پہلے جزئیات سے تو فارغ ہو جاؤں

(٦٢) ایک مرتبہ دعوت کھا کر فارغ ہوئے تو میزبان نے پانی پیش کرتے ہوئے کہا حضرت! ''کلی،، کرلیں، تو جواب دیا ''پہلے جزئیات،، سے تو فارغ ہو جاؤں (کلی جزئی کی بحث)

پھر تو نہ جاری ہی ہے

(٦٣) فرمایا کہ: ایک صاحب کسی سے پوچھ رہے تھے کہ'' نجاری شریف،، کون پڑھاتا ہے؟ یعنی ''خاء،، کا نقطہ آگے چلا گیا اور ''باء،، کا نقطہ پیچھے آگیا، تو میں نے کہا کہ آپ نے صحیح کہا اس لئے کہ جب ''شعور،، نہیں یہ ''جاری،، ہو نہیں سکتا، شعور کے ساتھ جاری ہے بغیر شعور کے ''نہ جاری ہی، نجاری ہی،، ہے، اس لئے کہ کتاب ایسی ہے کہ جس کا آغاز ''کیف،، سے ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ ''بخاری شریف،، میں ''کیفیات،، کی بھی ضرورت ہے، پہلا ہی باب قائم

کیا"باب کیف کان بدأ الوحی ،،باب کے بعد پہلا لفظ آپ کو"کیف،، ملے گا،معلوم ہوا کہ جن کو دنیائے علم سے"بے کیفی،، ہے وہ"بخاری شریف،، کو ہاتھ نہ لگائیں تو زیادہ مناسب ہے۔

تو یوں سمجھ لو جل..سا ہو گیا

(۶۴)فرمایا کہ:نماز میں دو سجدوں کے درمیان کچھ دیر بیٹھا جاتا ہے اس کو"جلسہ،، کہتے ہیں،جلسہ دو عبادتوں کے جوڑ کا نام ہے،اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں بسنے والے بڑے سے بڑا جلسہ کریں مگر فخر کی گنجائش نہیں ہے،دیکھئے"جلسہ،، سے پہلے بھی ناک اور پیشانی زمین پر رگڑی گئی اور"جلسہ،، کے بعد بھی ناک اور پیشانی زمین پر رگڑی گئی،معلوم ہوا کہ بڑی بڑی اسکیموں اور بڑے بڑے پلان سے پہلے بھی خدا کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے اور ان کے بعد بھی خدا کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے،اور اگر"جلسہ،، کے آگے پیچھے عبدیت نہیں ہے تو گویا وہ"جلسہ،، یوں سمجھ لو"جل سا،، گیا۔

چھ نمبر سے تو بچپن سے جوڑ ہے

(۶۵)ایک جگہ تبلیغی اجتماع میں کہا کہ گجرات والوں کا"چھ نمبر،، سے تو بچپن سے جوڑ ہے،کیوں کہ ہر شخص کی زبان پر بچپن سے لے کر بڑھاپے تک اور صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک یہی رہتا ہے،،ہوں چھے؟ کون چھے؟ کاں چھے؟ کیو چھے؟ ہارو چھے،ایم چھے،تیم چھے،آبدھو

لا وانو چھے، چھے کے نی، تو میں نے کہا کہ صبح سے شام تک ''چھ ہی چھ،، کا سلسلہ ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے طبیعتیں اس سے مانوس ہیں اور ویسے جہتیں بھی چھ ہیں اوپر، نیچے، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، تو چھ نمبر بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔

برزخیت

(٦٦) فرمایا کہ: جار دراصل حروف ہوتے ہیں اور حروف ایک خاص قسم کی ''برزخیت،، اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں، جیسے ہمارے یہاں مدرسوں میں ہوتا ہے کہ مدرس درسی مشغولیات کی وجہ سے ہر وقت دفتر میں پہنچنے سے رہا اور مہتمم انتظامی امور میں مصروف ہونے کی وجہ سے ہر وقت درس گاہ میں پہنچ کر اساتذہ سے براہ راست گفتگو کرنے سے رہے، اس لئے درمیان میں ایک واسطہ ہوتا ہے پھر وہ ''بشیر،، (ملازم کا نام ہے) کی شکل میں ہو یا ''نذیر،، کی شکل میں ہو اس کے توسط سے دونوں طرف کے پیغامات ادھر ادھر پہنچتے ہیں۔

حسد کی وجہ سے جسد کو نقصان پہنچتا ہے

(٦٧) فرمایا کہ: سورۂ فلق میں جس ضرر کا تذکرہ ہے وہ ''سحر،، ہے یا ''حسد،، ہے اور ''سحر،، بھی اکثر ''حسد،، ہی کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور ''حسد،، کی وجہ سے ''جسد،، کو نقصان پہنچتا ہے۔

ورنہ پریشر ڈاؤن ہو جائے گا

(٦٨) فرمایا کہ: دوکان دار کو اور فکروں کے علاوہ ایک فکر یہ ہوتی ہے کہ

دوکان میں جوسامان پڑا ہے اسکی قیمت ''ڈاؤن،،نہ ہوجائے ورنہ ''پریشر ڈاؤن،،ہوجائے گا۔

نائف

(٦٩)فرمایا کہ:کبھی ''وائف،،بھی ''نائف،،(چھری)جیسی ملتی ہے۔

تب خیر ہوتی ہے

(٧٠)فرمایا کہ:بعض لوگ ''تپکیر''(جس کو اردو میں ناس کہتے ہیں)استعمال کرے تبھی انہیں ''تبخیر''تب خیر،،ہوتی ہے۔

گلے کی آس

(٧١)فرمایا کہ:انسان صبح سے شام تک کئی مرتبہ پانی کا'' گلاس'' لے کر '' گلے کی'' آس'' کودور کرتا ہے۔

نا قابل سماع ہو گیا ہے

(٧٢)فرمایا کہ:آج کل کا سماع تو نا قابل ''سماع،،ہی ہوگیا ہے۔

ہونے دو

(٧٣)حضرت نماز ظہر سے پہلے سفر سے ترکیسر تشریف لائے اور سیدھے مسجد پہنچے،ساتھی سے پوچھا کہ کیا وقت ہوا ہے،کہا گیا کہ دو بجے نماز ہے اور پونے دو ہوئے ہے،اس پر فرمایا کہ پونے دو تو ہونے دو یعنی وضو کرلو۔

باہر جا کر یہ مت کہنا کے میری ''پاؤلی،، گم ہوگئی

(۷۴)فرمایا کہ: ہندوستان میں ایک مسجد میں ایک صاحب نے میرے ساتھ فجر کی نماز پڑھی ان کے جیب سے پاؤلی (چونی) گری اور گشت کھا کر سیدھی میرے پاس آئی، اب وہ نماز کے بعد ادھر ادھر ہاتھ مار رہے تھے، تو میں نے انہیں ان کی چونی دی اور دیتے ہوئے کہا یہ آپ اپنی پاؤلی (چونی) لے، باہر جا کر یہ مت کہنا کے میری ''پاؤلی،، گم ہوگئی وہ بھی کوئی ظریف الطبع تھے مسکرائے اس پر۔

مصیبت یہ ہے کہ مصلی نماز کے بعد امام ہی کے پیچھے پڑ جاتے ہیں

(۷۵)فرمایا کہ: نماز میں تو آدمی نیت یہ کرتا ہے کہ نماز پڑھتا ہوں میں چار رکعت ظہر کی پیچھے اس امام کے، نماز امام کے پیچھے پڑھتے ہیں یہ تو اچھی بات ہے مگر مصیبت یہ ہے کہ نماز کے بعد ''امام،، ہی کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

وہ سوچتا ہے کہ اِن شرٹ میں ہماری ''اِنسلٹ،، نہ ہو جائے

(۷۶)فرمایا کہ: بعض مرتبہ ایک شخص دِکھنے میں تو بہت اپ ٹو ڈیٹ معلوم ہوتا ہے، اِن شرٹ کئے ہوئے ہوتا ہے مگر ٹرین میں بغیر ٹکٹ لئے بیٹھا ہوتا ہے وہ جیسے ہی ٹی، ٹی (ٹکٹ چیکر) کو دیکھتا ہے تو اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے اور دھڑکن تیز ہو جاتی ہے اب وہ سوچتا ہے کہ کہیں '' اِن شرٹ میں ہماری ''اِنسلٹ،، نہ ہو جائے۔

کوساڑی بارش کے موسم میں ''آئر لینڈ جزیرہ نما،، ہو جاتا ہے

(۷۷)فرمایا کہ: کوساڑی گاؤں تو بارش کے موسم میں ''آئر لینڈ جزیرہ نما،، ہو جاتا ہے۔

روح افزا ہو یا فرحت افزا ہو مگر...................

(۷۸)فرمایا کہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں اس عالم کی نعمتوں میں ایک نعمت اچھا کھانا پینا ہے اور اس کا انجام فضلہ و نجاست ہے، آدمی بہتر سے بہتر مشروب استعمال کریں، ''روح افزا ہو یا فرحت افزا ہو'' مگر اس کا نجام پیشاب کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

نکتے بعض دفعہ ''نقطے،، بڑھانے سے پیدا ہوتے ہیں

(۷۹)فرمایا کہ: یہ عجیب بات ہے کہ نکتے بعض دفعہ ''نقطے،، بڑھانے سے پیدا ہوتے ہیں، اور بعض دفعہ نقطے ہٹا دیں تو ''نکتہ،، پیدا ہو جائے گا، اسی میں سے ایک مقام یہ ہے کہ اگر آپ ''شادی'' سے تین نقطے ہٹا دیں تو ''سادی'' رہ جاتی ہے، معلوم ہوا کہ شادی کی زمین درحقیقت ''سادی ہے،، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام نے شادی میں بڑی سادگی رکھی ہے۔

نادان کو جو الٹا تو ''نادان،، ہی رہا

(۸۰)فرمایا کہ: بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ کتابت کے اعتبار سے ان کو الٹ کر دیکھیں تب بھی مطلب وہی بنتا ہے، ان میں ایک لفظ ''داماد'' ہے داماد کو

آپ کتابت کے اعتبار سے الٹ کر دیکھیں تب بھی ''داماد'' ہی رہے گا گویا داماد ہر حال میں مستقیم ہونا چاہئے، اسی طرح کا ایک لفظ لفظِ ''نادان'' ہے شاعر کہتا ہے ۔

علم سے جاہل کی جہالت نہ گئی
نادان کو جو الٹا تو نادان ہی رہا

نادان کو الٹ کر دیکھیں تو وہ ''نادان،، ہی بنتا ہے۔

بڑھاپے کا ایک نقشہ.........

(۸۱) فرمایا کہ: آدمی پر جب بڑھاپا آتا ہے تو آدمی ''اولڈ،، ہوجاتا ہے بلکہ ''کولڈ،، ہوجاتا ہے اور ذرا سی ٹھوکر لگے تو ''فولڈ،، ہوجاتا ہے۔

بہروپیہ دراصل ''بہ ہرروپ،، سے بنا ہے

(۸۲) فرمایا کہ: بہروپیہ دراصل ''بہ ہر روپ،، سے بنا ہے، مختلف بھیس اور مختلف ہیئتوں میں آنے والا۔

تب تو ''ترکِ سر،، ''دردِ سر،، ہوجائے گا

(۸۳) طلباء سے فرمایا کہ ابھی آپ چھٹی میں گھر جائیں گے تو لوگ کہیں گے مولانا! ذرا بیان کیجئے! آپ کہیں کہ'' سر،، میں بہت درد ہے، آئے کہاں سے ''ترکیسر،، سے تب تو ''ترکِ سر،، ''دردِ سر،، ہوجائے گا، بے علم کوششیں کر کے مسجدیں بھر دیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ کبھی بھولے سے بھی تبلیغ نہیں کرتے کسی کو نمازی بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔

باتھ روم بھی ہواور ''بات روم،، بھی ہو

(۸۴)فرمایا کہ: ہرآدمی کوشوق ہوتا ہے کہ ایک بہترین بنگلہ بنائے جس کے اطراف میں باغیچہ ہو،ایک مہمان خانہ ہواورایک سیٹنگ روم ہواور فلاں روم ہو اورایک ''باتھ روم،، ہواورلوگوں سے ''بات،، کرنے کے لئے ایک الگ روم ہو۔

ہر جگہ کی ایک مستقل ''دنیا،، ہے

(۸۵)فرمایا کہ: ایک جگہ میں نے ازراہِ مذاق یہ بات کہی کہ شہروں کا گندا ماحول تو ایسا ہے کہ جی چاہے کہ ہم پڑھے ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ،، اور دیہاتوں میں سنّاٹا ہے تو وہاں کا ماحول ''انا للہ،، تو شہروں میں تو ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ،، اور دیہاتوں کے اندر ''انا للہ،، اور خانقاہ کے اندر ''الا اللہ،، اور تبلیغ کے اندر ''ماشاء اللہ،،۔

بنڈی برائے ''ٹھنڈی،، ہوتی ہے

(۸۶)فرمایا کہ: صدری جسے واسکٹ کہتے ہیں بنڈی وہ برائے ٹھنڈی ہوتی ہے۔

آج بھی ''علامہ ذھبی،، بکثرت ہیں کہ جو سنا وہ.....

(۸۷)فرمایا کہ: میں طلبہ سے کہا کرتا ہوں کہ علامہ ذھبی رحمہ اللہ کا حال یہ تھا کہ جو سنا وہ سب محفوظ اور آج بھی علامہ ذھبی بکثرت ہیں کہ جو سنا وہ رخصت ہوگیا۔

سورت،،کی ’’صورت،،حال سے میں اچھی طرح واقف ہوں

(۸۸) ’’سورت،، میں ایک مجلس میں فرمایا کہ آج ہماری زندگیوں میں بہت زیادہ اسراف ہے، مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ شادیوں میں شہرت کے لئے اندھادھند مال خرچ ہوتا ہے، پکنک میں بے تحاشہ خرچ ہوتا ہے اور ’’سورت،، میں تو بچپن سے آتا جاتا ہوں اور یہاں تو میں رہا بھی ہوں اس لئے سورت کی ’’صورت،،حال سے اچھی طرح واقف ہوں۔

حصولِ علم کے لئے سکون اور مطالعہ بہت ضروری ہے

(۸۹) فرمایا کہ: علم بڑی چیز ہے، بہت بڑی چیز ہے اور یہ ذہن میں رہے کہ علم ’’ساکن الاوسط،، ہے وہ سکون چاہتا ہے لہذا طالب علم کو حصول علم میں سکون چاہئے، مطالعہ کیا ہے؟ مطالعہ دراصل منہ کو تالا ہے، تو سکون ہو اور منہ کو تالا لگا کر مطالعہ کریں گے تو علم آئے گا۔

صحیح جگہ رکھا ہے

(۹۰) ایک صاحب کہنے لگے کہ سکول میں نصاب میں تبدیلی کر دی گئی ہے، ’گ، گدھیڑا نو ’گ، نی جگیائے ’گ، گڑ پتی، نو ’گ، کر دیا ہے، اس پر فرمایا کہ بالکل صحیح جگہ دی گئی ہے۔

پاجامہ اوپر سے واحد ہے نیچے سے جمع

(۹۱) فرمایا کہ: پاجامہ اوپر سے واحد ہے نیچے سے جمع۔

واسطہ

(۹۲) مہتمم صاحب ہر وقت درس گاہ میں پہنچ کر اساتذہ سے براہ راست گفتگو کرنے سے رہے، اس لئے درمیان میں ایک واسطہ ہوتا ہے پھر وہ ''بشیر'' (ملازم کا نام ہے) کی شکل میں ہو یا ''نذیر'' کی شکل میں ہو اس کے توسط سے دونوں طرف کے پیغامات ادھر ادھر پہنچتے ہیں۔

''انفاق'' کے بعد ''آمد'' شروع ہوتی ہے

(۹۳) حق تعالی کا نظام یہ ہے کہ ''انفاق'' کے بعد ''آمد'' شروع ہوتی ہے، اگر معنویات کا انفاق ہوگا تو ادھر سے فیضان شروع ہوگا۔

دینار یہ سامان ''جنت'' بھی ہے اور سامان ''جہنم بھی''

(۹۴) فرمایا کہ دینار جو سونے کا سکہ ہوتا ہے یہ سامان ''جنت'' بھی ہے اور سامان ''جہنم'' بھی ہے، جنت اور جہنم دونوں کا ذریعہ بن سکتا ہے، اس لئے کہ دینار کے اخیر میں ''الف'' اور ''را'' ہے اس کو آپ ہٹا دیں تو ''دین'' بنتا ہے گویا دولت کو صحیح مصرف میں استعمال کریں تو یہی جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہے کیونکہ دین کی انتہا جنت ہے، اور اگر آپ شروع کے دو حرف ''دال'' اور ''یا'' کم کر دیں تو ''نار'' رہ جاتا ہے، تو گویا دولت کا غلط استعمال جہنم تک پہنچنے کا باعث ہے۔

سر کٹے تو امن بن جائے اور پیر کٹے تو چلنے لگے

(۹۵) فرمایا کہ: آپ لوگ ''جام'' جانتے ہیں کسے کہتے ہیں؟ بعض لوگ

جو ''جم،، جائے اسے ''جام،، کہتے ہیں، مثلاً بولتے ہیں کہ ٹرافک جام ہوگئی، بعض لوگ ''جیلی،، کو جام کہتے ہیں، اسی جام سے ''جامن،، یاد آ گیا، اس پر ایک اردو شاعر نے عجیب وغریب نکتہ پیدا کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر دنیا میں کسی کا سر کٹے تو فساد ہوتا ہے مگر یہاں جامن کا سر کٹنے کے بعد ''امن،، ہوجاتا ہے، جامن کے شروع سے جیم نکال دو ''امن،، رہ جائے گا، اور دنیا میں عامۃً پیر کٹنے سے لوگ لنگڑے ہوکر بیٹھ جاتے ہیں چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہتے لیکن جام کا پیر کٹ جانے سے یعنی اخیر سے نون نکال دینے سے ''جام،، بنتا ہے اور جام کے لئے حرکت لازم ہے اردو میں تو مشہور ہے کہ ''جام چلنے لگے دل مچلنے لگے،، تو یہ عجیب ہے کہ سر کٹے تو امن بن جائے اور پیر کٹے تو چلنے لگے۔

دارالسلام

(۹۶) فرمایا کہ: قرآنِ کریم نے گیارہویں پارے میں جنت کا نام'' دار السلام،، قرار دیا، آپ کے،، تنزانیہ،، والا'' دارالسلام،، نہیں جو مصیبتوں کا گڑھ ہے بلکہ یہ وہ دارالسلام ہے جہاں پریشانیاں دور سے دور تک نہیں، جہاں پریشانی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

رزقکم فی السماء

(۹۷) فرمایا کہ: راندیر میں ایک جگہ جلسہ تھا میری بھی تقریر تھی، تقریر میں کچھ اس قسم کی باتیں میں نے کہی کہ روزی کا مسئلہ اوپر سے متعلق ہے، بیان سے فارغ

ہونے کے بعد ہم جس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے اسکے اوپر والے مکان میں چائے اور دوسری کھانے پینے کی چیزوں کا انتظام تھا، ایک صاحب کھڑے ہوکر ادھر ہی دیکھ رہے تھے میں نے کہا کہ کیا دیکھ رہے ہو؟ کہنے لگے کہ میں اوپر دیکھ رہا ہوں کہ روزی کا مسئلہ اوپر سے متعلق ہے، میں نے کہا یہ تو خیر اوپر سے ہی ہے، باقی یہ پہلے منزلہ سے نہیں بلکہ اوپر اور اوپر ہے،،رزقکم فی السماء،،۔

دنیائے علم بے قاعدگی کے ساتھ طے نہیں ہوتی

(۹۸)فرمایا کہ: ڈسپلن اور نظام بڑی اچھی چیز ہے دنیائے علم میں بھی اور دنیائے عمل میں بھی، کسی چھوٹے سے بچے کو آپ مکتب بھیجتے ہے تو اس کے ہاتھ میں آپ کیا دیتے ہے؟ قاعدہ ہی تو دیتے ہے، آپ نے کبھی اس پر غور کیا، اس سے تو یہ نکلتا ہے کہ دنیائے علم بے قاعدگی کے ساتھ طے نہیں ہوتی صرف،،الف دوزبر اَن ،با دوزبر بن ،وہ علم سے جو،،اَن بن،، ہے وہی نہیں بلکہ اس ،،قاعدہ،، سے یہ ،،فائدہ،،بھی نکلتا ہے کہ دنیائے علم ومعرفت اورشعور کی ابتداء قاعدہ کے ساتھ ہو رہی ہے، بے قاعدگی سے نہیں۔

قاعدگی اور بے قاعدگی

(۹۹)فرمایا کہ: نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ کم از کم ختم ہوتے ہوتے انسان قاعدہ (قعدہ) میں آجاتا ہے،شریعت چاہتی ہے کہ اس کی ساری زندگی قاعدہ میں آجائے اوراس کی زندگی سے بے قاعدگی ختم ہوجائے ،نماز کے خاتمہ پر قعدہ ہے جو

اس طرف مشیر ہے کہ زندگی قاعدہ پر آجائے اور زندگی کی بے قاعدگیاں ختم ہو جائیں۔

چار اور اچار

(۱۰۰) فرمایا کہ: چار حروف ایسے ہیں جن میں سے ایک حرف اگر نکال دیا جائے پھر بھی چار رہتے ہیں وہ حروف ہیں اچار اس میں سے ایک حرف شروع سے ہٹادو تو چار رہ جاتے ہیں۔

یہاں کافی گدھے ہیں؟

(۱۰۱) فرمایا کہ: سوراشٹر کی ایک بستی میں گیا تھا تو وہاں سے نکلتے ہوئے میں نے گدھے دیکھے، میرے ساتھ وہاں کے کچھ لوگ تھے میں نے ان سے کہا کہ یہاں پر گدھے بہت ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ہاں! یہاں کافی گدھے ہیں، میں نے کہا اچھا اس کا مطلب ہے یہاں پر گدھوں کی کوئی کمی نہیں ہے، تو تھوڑی دیر بعد کہنے لگے اب سمجھ میں آیا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

لفافہ میں لام انتفاع کیلئے ہے

(۱۰۲) فرمایا کہ: اگر لفافہ میں کچھ نہ ہو تو لام ہٹتے ہی فافہ (فانفہ، یعنی کچھ بھی نہیں) ہو جاتا ہے، لامِ منفعت باقی رہنا چاہئے اس لئے کہ لفافہ میں لام انتفاع کیلئے ہے۔

آمدن اور رفتن

(۱۰۳)فرمایا کہ: مولوی بے چارہ کڑکی کی شکایت کرتا ہے حالانکہ جب وہ پڑھنے بیٹھتا ہے تو ’’آمدن سی لفظی،، کا پہلا مصدر ’’آمدن،، ہے جس کے معنی ’’آنا،، ہے، رفتن تو بعد میں ہے، تو تعلیم کا آغاز آمدن سے ہوا ہے کہ آمدن آنا مصدر اسلئے اگر اس کا عقیدہ اور یقین صحیح ہوگا اور اللہ تعالی کی ذات پر نظر ہوگی تو ان شاء اللہ آمدن کا سلسلہ شروع ہوگا اور اگر یقین چوپٹ ہے تو رفتن بھی آگے آرہا ہے جسکے معنی ہے ’’جانا،،۔

تو پھر تمہاری آبنی

(۱۰۴)فرمایا کہ: میرے ایک چھوٹے بھانجے کو ایک دفعہ میں جلسہ میں لے گیا تو اس نے ایک رکوع پڑھا اور وہ جب کبھی جلسہ میں تلاوتِ قرآن کرتا تو ﴿ يٰبَنِيْ إِسْرَآئِيْل الخ ﴾ کا رکوع پڑھتا تھا، میں نے اس سے کہا کہ سنو! نیچے دیکھ کر پڑھنا ورنہ اگر مجمع پہ تمہاری نظر پڑی تو بجائے ’’يٰبَنِي‘‘ کے تمہاری آبنی۔

ونعم اجر العاملین

(۱۰۵)ایک مکان کے پاس سے گذر ہوا تو دریافت کیا کہ یہ فلاں صاحب کا مکان ہے، کہا گیا جی ہاں، فرمایا کہ یہ تو پہلے خستہ حالت میں تھا، بتایا گیا کہ اب وہ عملیات (تعویذ گنڈے) کا کام کرتے ہیں اس کی برکت ہے، اس پر فرمایا کہ ہاں بھائی! ونعم اجر العملین۔

گھر میں سارہ ہے

(۱۰۶)حضرتؒ سے جب کوئی پوچھتا کہ مولانا کوئی کام ہو،کوئی ضرورت ہوتو حکم فرمائیں،حضرت جواب میں فرماتے کہ ہمارے گھر میں سارا(سارہ) ہے ،مخاطب یہ سمجھتا کہ سب کچھ ہے،حضرت کی مراد یہ ہوتی کہ گھر میں سارہ(آپ کی اہلیہ محترمہ)ہے۔

کمال کا چچا ضرور ہے

(۱۰۷)حضرتؒ نے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں تقریر فرمائی،تقریر میں ایک خان صاحب بھی بیٹھے تھے،تقریر ختم ہونے پر خان صاحب حضرت سے کہنے لگے مولانا تو کمال کا ابّا معلوم ہوتا ہے،حضرتؒ نے برجستہ جواب دیا کہ کمال کا ابّا تو نہیں البتہ کمال کا چچا ضرور ہے(آپ کے ایک بھتیجہ کا نام کمال تھا)۔

اب اسکے بغیر طبیعت ''الٹی،، ہوجاتی ہے

(۱۰۸)فرمایا کہ:جو آدمی پہلی مرتبہ تمبا کو کھاتا ہے تو عامۃً وہ محسوس کرتا ہے کہ سارا مکان گھومنے لگا بلکہ کون ومکان گھومنے لگے اور ارض وسماء گردش کرنے لگے حالانکہ وہ خود گردش میں ہوگیا،اس سے بعضوں کو''الٹی،،ہوتی ہے لیکن پھر کھاتے کھاتے طبیعت ''سیدھی،،ہوئی کہ اب اسکے بغیر طبیعت ''الٹی،،ہوجاتی ہے اب نہ ملنے پر دردِ سر۔

تم مت بنواس کے کھانے والے

(١٠٩) فرمایا کہ: تمباکو کے سارے حروف اس کے نہ کھانے کی خبر دیتے ہیں اس لئے کہ تمباکو ''تم مت بنواس کے کھانے والے،، کا مختصر ہے، یعنی تا سے '' تم،، میم سے '' مت،، با سے '' بنو،، الف سے ''اس کے،، کاف سے '' کھانے،، واؤ سے '' والے،، پوری عبارت اس طرح ہوگی ''تم مت بنواس کے کھانے والے۔

بیت الخلا اور ہے بیت الخالہ اور ہے

(١١٠) فرمایا کہ: ہمارے بھائی مولانا روح الامین صاحب کچھ زمانہ ''ستپون،، میں رہے ہیں، ان کے گھر میں سے یعنی ہماری بھابھی صاحبہ ایک جگہ بیٹھنے گئی، چونکہ بھروچ ضلع میں اردو بولنے کا زیادہ رواج نہیں ہے، تھوڑی دیر بعد انہوں نے کہا کہ میں بیت الخلاء جانا چاہتی ہوں، تو عورتیں کہنے لگیں کہ بیٹھئے ابھی تو آئی ہیں تھوڑی دیر بعد چلی جانا، تھوڑی دیر ہوئی تو انہوں نے پھر تقاضہ کیا تو عورتیں کہنے لگیں بیٹھئے جلدی کیا ہے تھوڑی دیر بعد چلی جانا، انہوں نے کہا مجھے جانا ہی ہے تو وہ عورتیں پوچھتی ہیں کہ آپ تنہا ہی جائیں گی یا مولوی صاحب بھی آپ کے ہمراہ جائیں گے، وہ عورتیں یہ سمجھیں کہ خالہ کے گھر جانا ہے بیت الخلاء اور ہے اور بیت الخالہ اور ہے۔

نہ یہ نانی کا گھر ہے اور نہ میخانہ
یہاں اچھے اچھوں کا نکل جاتا ہے پاخانہ

شوراور شعور

(۱۱۱) فرمایا کہ: عوام ''شور،، پسند کرتے ہیں اور اہلِ علم ''شعور،، پسند کرتے ہیں، میں کہا کرتا ہوں کہ ''شعور،، میں جو عین ہے وہ عین علم ہے وہ اندر سے نکل جائے تو ''شور،، ہی رہ جائے گا، اس لئے جب تک آدمی میں عینِ علم باقی رہے گا وہ ''شعور،، کی ترجمانی کرے گا اور عین علم کے رخصت ہوتے ہی ''شور،، رہ جائے گا۔

وہائٹ ہاؤس

(۱۱۲) فرمایا کہ: بگلہ اپنے شکار کی طرف پورے طور پر متوجہ ہوتا ہے، مچھلی بیچاری یہ سمجھ کر آتی ہے کہ کوئی لکڑی کھڑی ہے، اس مسکین کو کیا پتہ کہ تھوڑی دیر میں ہمارا قیام وہائٹ ہاؤس میں ہوگا۔

تشکیل

(۱۱۳) میری ایک تقریر موریشش میں ہوئی، میں نے وہاں کہا کہ بھائیو! لفظ تبلیغ میں ت کے دو، ب کا ایک، ی کے دو، اور غ کا ایک اور تبلیغ کے نمبر بھی چھ ہیں اور تشکیل کے نقطے آپ گھر جا کر گننا تو وہ ایک قدم آگے ہیں وہ سات ہیں، معلوم ہوا کہ تشکیل بہت اہم اور ضروری ہے۔

ٹھنڈے اور سنڈے

(۱۱۴) فرمایا کہ: چونکہ اتوار کے روز کاروبار ''ٹھنڈے،، تو انسان اپنے

لئے ''سنڈے،،کونعمت سمجھتا ہے کہ کچھ راحت ملی اور کچھ سکون سے بیٹھنا نصیب ہوا۔

زوجین میں محبت کا ایک نسخہ

(۱۱۵)فرمایا کہ: میاں بیوی کے مابین جوڑ اور محبت کیلئے دو چیزوں کا اہتمام بہت ضروری ہے، ایک ہے درگذر، اور دوسرا عفو وحلم، لیکن درگذر کا مطلب یہ نہیں کہ بالکل صرف نظر کی جائے، بلکہ اگر زوجین میں سے کوئی غلطی پر ہو تو اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔

زنا کے صدور پر پتھر برسائے جاتے ہیں

(۱۱۶)فرمایا کہ: شریعت نے زنا کے صدور پر پتھروں کی تلخیاں اور سختیاں رکھیں اور نکاح کے وجود پر شیرنیاں اور حلاوتیں رکھیں، تو جائز کام میں مجلسِ نکاح میں چھوارے برسائے (لٹائے) جاتے ہیں اور زنا کے صدور پر پتھر برسائے جاتے ہیں۔

میٹھوں بھی بند اور میٹھا بھی بند

(۱۱۷)آدمی ترقی یافتہ کہے جانے والے ملک آتا ہے تھوڑے دن محنت و مشقت کر کے کچھ کھانے پینے کے لائق ہوا تو اب اس نے بھجیئے، سموسے، کسٹرڈ، فالودہ وغیرہ شروع کیا، اور ایک دم ڈاکٹر کو دکھایا تو وہ کہتا ہے آپ کی شوگر بہت ہائی ہے، لیجئے، ہائی، ہائی، کر کے تو یہاں پہنچے تھے، اب کچھ میٹھا کھاتے ہیں تو شکر بڑھ

جاتی ہے اور میٹھو (نمک) کھاتے ہیں تو پریشر بڑھ جاتا ہے، تو میٹھو (نمک) بھی بند، اور میٹھا بھی بند۔

ان رحمتی سبقت علی غضبی

(۱۱۸) فرمایا کہ: لوگ ہوٹل میں جاتے ہیں تو پہلے پانی پیتے ہیں، پھر چائے پیتے ہیں، اس لئے کہ پانی بیچارہ ٹھنڈا اور چائے گرم ہے، اور عامۃً ٹھنڈا مقدم اور گرم مئوخر ہوتا ہے، پھر فرمایا جس طرح پانی مقدم ہے چائے پر اسی طرح رحمت مقدم ہے غضب پر۔

فری لائف اور فرتج لائف

(۱۱۹) فرمایا کہ: آج کے دور میں انسان نے ایسی شکل اختیار کی ہے کہ عقائد کے باب میں جو مرضی میں آئے وہ اس کا اپنا عقیدہ ہے، افعال واعمال میں جو رغبت ہو وہ اس کا اپنا نصب العین ہے، اس کو کسی شئی سے بحث نہیں ہے، وہ کہتا ہے فری۔لائف ہے، تو میں کہا کرتا ہوں کہ فری لائف نہیں، فرتج لائف ہے کہ وہ خود بھی ٹھنڈا اور دوسروں کے حق میں بھی ٹھنڈک اور بردباری کا سامان ہے۔

ہمارا شمار شاکرین میں سے ہو گیا ہے

(۱۲۰) ایک مجلس میں فرمایا کہ بھائی ہمارا شمار تو نوجوانی ہی کے عالم میں اللہ تعالی نے شاکرین میں سے فرمالیا ہے، اشارہ ذیابیطس کی طرف تھا کہ آپ جوانی کی عمر میں ہی شکر کے (شوگر کے) مریض ہو گئے تھے۔

جاہل کا معنی ہے جا اور ہل

(۱۲۱) ''جاہل،، کے معنی ہے جا اور ہل تیرے مقدر میں چین سے بیٹھنا نہیں ہے۔

کمرہ کا معنی ہے کم رہ

(۱۲۲) فرمایا کہ: میں کبھی طلباء کو مزاحاً نصیحت فرماتے ہوئے کہتا ہوں اپنا وقت حصولِ علم میں گزارو کمروں میں گھسے نہ رہو ''کمرہ،، کے معنی ہے ''کم رہ،،۔

واقعی یہ سرکش ہے

(۱۲۳) خطیب الامتؒ سورت سے ترکیسر جارہے تھے، ساتھ میں ہمارے گاؤں کے عالم مولانا عبدالرحیم دیوان بھی تھے، راستہ میں ایک جگہ ایک بورڈ لگا ہوا تھا اس پر گجراتی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا، حضرتؒ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا لکھا ہوا ہے، انہوں نے کہا کہ یہاں سرکش آیا ہوا ہے اور اس کے متعلق کچھ تفصیلات حضرت کو بتائی، حضرت نے سن کر فرمایا واقعی یہ ''شرکش،، ہے۔

تو ترک سر آیئے

(۱۲۴) فرمایا کہ: ''شر،، کو ''ترک،، کرنا ہو تو ''ترکِ سر (شر)،، (ترکیسر) آؤ۔